علمدارِ حسینؑ

حکیم الامت علامۂ ہندی آیۃ اللہ سید احمد نقوی

کیا کہنا الٰہی انتخاب کا، معرکۂ کربلا میں خالق کائنات نے کیسے کیسے نفوس قدسی جمع کر دئے تھے، سب کے سب تصویر وفا تھے، سبھی مجسمہ شجاعت تھے، سبھی عارفان حق تھے، سبھی قدسی نفس تھے، سبھی کروبی خصلت تھے۔ سبھی فدیہ اسلام تھے، سبھی جاں نثار امام تھے، سبھی افتخار کائنات تھے، سبھی مجمع حسنات تھے، سبھی شہداء راہ خدا تھے، سبھی تین روز کے بھوکے پیاسے تھے، تیرو طبر وشمشیر و نیزہ سے زخمی و مجروح تھے، سبھی نے تعمیر وتحفظ اسلام میں گردنیں کٹائیں، سبھی غربت و مسافرت میں شہید ہوئے، سبھی مرقع اسلام کی زینت تھے، سبھی شوق شہادت سے سرشار تھے۔ لیکن کیا کہنا علمدار امام کا جو فضل وشرف میں خطاب ابوالفضل کا صحیح مصداق تھا جس کی ذات گرامی پر فضل وشرف کو ناز تھا۔ امام عالی مقام کو آپ کی ذات گرامی پر ناز تھا، جبھی تو آپ کی شہادت سے امام حسینؑ فرماتے تھے: ''اے عباسؑ تمہاری شہادت سے اب میری پشت ٹوٹ گئی اور راہ وتدبیر مسدود ہوگئی۔'' امام کا مطلب خود امام جانیں، ہم کو حیرت ہے کہ وہ کونسی خصوصیت (تھی جو) جناب عباسؑ کے سے برابر کے بھائی کی شہادت (پر) فرمایا۔ میدان کربلا میں امام کے اور بھائی شہید ہوئے تھے اور کسی کی شہادت کے بعد امام کو یہ نہیں کہنا پڑا۔ کیا جناب عباس کے شانے قلم ہونے کی وجہ سے؟ نہیں نہیں! جناب وہب کے بھی شانے قلم ہوئے تھے۔ کیا اس خیال سے کہ شہادت امام کے بعد اگر عباس ایسا پروقار زندہ رہتا تو اہلبیت رسولؐ کی بے حرمتی نہ ہوتی، اسیری سے بچتے، مقنع وچادر محفوظ رہتے، تو امام خوب جانتے تھے کہ وفاداری جناب عباسؑ سے ممکن نہ تھا کہ وہ امام کو شہید ہوتے دیکھتے اور خود اپنی حفاظت فرماتے۔ پھر کیا اس لئے یہ کلمات حسرت فرمائے کہ جناب عباسؑ سقائے اہل بیت تھے۔ نہیں۔ جناب بریرؓ نے بھی سقائی کی تھی۔

تحیر ہے اس خصوصیت وفضیلت کا حامل علی مرتضیٰؑ کا نورِ نظر جناب عباسؑ ہی کیوں تھے۔ مولا مجھ کو معاف فرمادیں اگر میں یہ خیال کروں کہ آپ پشت پناہ اسلام تھے اور اپنی فوج قلیل کا پشت پناہ، آپ جناب عباسؑ کو سمجھتے تھے۔ نہیں نہیں آپ کی فوج قلیل کا تو شہادت جناب عباس کے قبل ہی خاتمہ ہو چکا تھا۔ اب ابوالفضل کس کی پشت پناہی کرتے؟ آپ تو اپنی شکستگی پشت کا اعلان فرمارہے ہیں۔ ہاں ہاں اب میں سمجھا شہادت جناب عباسؑ سے حسینی اسکیم کا شریک اعظم شہید ہوگیا، جس سے پشت امام ٹوٹ گئی اور آئندہ کے لئے راہ تدبیر مفقود ہوگئی۔ علوی و اموی جنگ میں دوستوں بھتیجوں بھانجوں میں سب سے زائد حقدار بیٹے ہیں۔ جناب ابوالفضل العباسؑ کی شہادت سے کربلا کے میدان میں لڑنے والوں میں آخری فرزند علی مرتضیٰ کے، عباس اور امام حسینؑ۔ تھے شہادت عباسؑ کے بعد لڑائی ختم ہوگئی اور بجز شہادت امام چارہ کار نہ رہا۔ امام کربلا میں نہ معلوم کیا کیا مظاہرے کرنے والے تھے جو شہادت جناب عباسؑ کے بعد ختم ہوگئے اور امام کو وقت نہ ملا اور اپنی ذات کو شہادت کے واسطے پیش کرنا پڑا۔ بابی انت و امی یا اباعبداللہ۔ بنی ہاشم کو افتخار سقایہ مسجد الحرام پر تھا۔ زینت مسجد الحرام حافظ ناموس مسجد الحرام اہلبیت رسولؐ تھے جن کی سقایہ کا فضل وشرف جناب حضرت عباسؑ کو بارگاہ امام

(بقیہ۔۔۔صفحہ ۳۳ پر)

انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی تزکیہ نفس ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ نفس کو پاکیزہ بنانے کا بہترین وسیلہ روزہ ہے، کیونکہ دیگر عبادات میں نیت اور قصد کے ساتھ ساتھ عمل بھی ہے مگر روزہ خالص نفس کی عبادت ہے، جس میں صرف ارادہ ہے اور بس۔ اگر انسان صحیح معنوں میں روزہ دار ہو۔ یعنی صرف فاقہ نہ ہو بلکہ پورے وجود سے روزہ دار ہو تو اسے اپنے نفس پر مکمل کنٹرول حاصل ہوجاتا ہے۔ سامنے انواع واقسام کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں، بھوک کی شدت بھی ہے، پیاس کی حدت بھی ہے، کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ راز کھلنے کا خطرہ بھی نہیں، مگر اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے مگر پھر بھی کوئی ہے جو اب بھی دیکھ رہا ہے۔ جنسی لذتوں سے لطف اندوز ہوسکتا ہے، مگر جذبات کے طوفان پر اطاعت الٰہیہ کا باندھ بندھ جاتا ہے۔ گرمی سے بے حال ہے، پیاس سے نڈھال ہے، سوچتا ہے نہالوں، شاید پیاس کی شدت کم ہوجائے، پانی میں اتر جاتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ سر کو ڈبولوں تاکہ گرمی کا احساس فرحت میں تبدیل ہوجائے، مگر اپنے او پر کنٹرول کرتا ہے۔ کوئی سامنے گالیاں دے رہا ہے، برا بھلا کہہ رہا ہے، دل چاہ رہا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دوں۔ اس نے دس گالیاں دی ہیں جواب میں سو دوں، لیکن اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے، کیونکہ روزہ سے ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ اس کا نفس برائیوں سے پاک وصاف ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر معاشرہ میں ہر انسان ایسا ہی ہوجائے تو معاشرہ خود بخود جنت میں تبدیل ہوجائے گا۔ ساری خرابیوں کی بنیاد نفس انسانی ہے۔ یہی نفس جب بے قابو ہوجاتا ہے تو معاشرہ میں فتنہ وفساد کا سبب بن جاتا اور دنیا میں تباہیاں پھیلتی ہیں، نسل کشی ہوتی ہے۔ دہشت گردی کو فروغ ہوتا ہے اور انسان جانوروں سے بدترین بن جاتا ہے۔ یہ انسان کی جاہلانہ نفسانی خواہشات ہیں، جو معاشرہ کی تباہی وبربادی کا سبب بنتی ہیں۔ روزہ کا بہترین اثر یہ ہے کہ وہ ان جاہلانہ خواہشات پر لگام لگادیتا ہے۔ رسولؐ کائنات کا ارشاد ہے: ''یہ روزہ تمہاری جاہلانہ خواہشات سے تمہیں محفوظ رکھتا ہے۔'' نفس پر کنٹرول ہی کا دوسرا نام تقویٰ ہے اور روزہ کا فلسفہ قرآن مجید میں یہی بیان کیا گیا ہے، ''تاکہ تم متقی بن جاؤ'' جب افراد معاشرہ میں صفت تقویٰ پیدا ہوجائے گی تو پھر نہ کسی کے ساتھ بے انصافی ہوگی نہ کسی کا حق مارا جائے گا، نہ کسی پر ظلم وستم ہوگا، عدل وانصاف کی پاک وپاکیزہ فضا پیدا ہوجائے گی اور کسی کو حقوق بشر کی پامالی کی شکایت نہ ہوگی اور یہیں سے روزہ کا موضوع میرے مسلسل موضوع حقوق بشر اور اسلام سے مرتب ہوجاتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ 'راشٹریہ سہارا' (اردو) ۲۶/اگست ۲۰۱۱ء)

۞۞۞

بقیہ... علمداری حسینی

سے ملا۔ علمدار لشکر رسالت کا افتخار جناب حمزہ اور جناب امیرؑ کو حاصل تھا۔ یہ شرف خاندانی بھی جناب عباس کو ملا اور رسولی جنگوں کا خاتمہ کربلا کے میدان میں جس طرح سے دست امام سے ہوا، اسی طرح سے علمداری کا خاتمہ ذات گرامی جناب عباسؑ سے ہوا۔ جناب جعفر طیار کے دونوں شانے رسولؐ کی حمایت میں قلم ہوئے تو جناب عباسؑ کے شانے رسولؐ کی آخری جنگ میں جو دست حق پرست امام سے ہوئی قلم ہوئے اور ذات اقدس جناب ابوالفضل جامع فضائل شہداء کربلا ہوگئی۔

خداوندا! کیا مصلحت تھی کہ جناب جعفر کو دو پر جنت کی طرف سے طیران کے لئے عطا ہوئے، لیکن جناب ابوالفضل کو یہ پر عطا نہ ہوئے۔ اللہ ری وفاداری عباسؑ نعش پارہ پارہ امام کو چھوڑ کر ریگ گرم کربلا پر جنت کی طرف جناب ابوالفضل کا طیران خلاف وفا تھا۔ ان کے مرقد شریف کے فیوض وبرکات سے مخلوق خدا کو محروم کردینا تھا۔ آج دنیا جس طرح سے امام کے مرقد منورہ سے فیضیاب ہے، اسی طرح سے مزار اقدس ابوالفضل سے۔ وباللہ التوفیق

۞۞۞